دورِ حاضر میں مسلمانوں کی پستی کے اسباب

(از مولوی عبیدالرحمٰن صاحب طالب اعظمی رحمانی)

اس میں شک نہیں کہ آج جبکہ بڑے بڑے مصلحان قوم و رہنمایان ملک و ملت قوم مسلم کی پستی کے اسباب کی تلاش و جستجو میں مصروف ہیں۔ پیش نظر عنوان پر مجھ جیسے ہیچمدان کے لئے قلم اٹھانا غالباً خالی از عجب نہ ہوگا لیکن اس کے ساتھ ہی اس حقیقت سے بھی کسی طرح انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس پُر آشوب زمانے میں جبکہ مسلمانوں کی مذہبی، اخلاقی، تمدنی، معاشرتی، اور اقتصادی حالت حد درجہ تباہ و برباد ہو چکی ہے۔ ضرورت ہے کہ قوم مسلم کا ہر فرد اپنی زبوں حالی و بدحالی کو پیش نظر رکھکر اپنے گریبان میں سر ڈال کر سوچے اور غور کرے کہ آخر ہم وہی تو ہیں جن کے جاہ و جلال، شوکت و اقبال سطوت و حشمت کا خورشید سپہر ترقی کی انتہائی بلندیوں تک پہنچا ہوا تھا جسکا دنیا اور دنیا والوں پر رعب چھایا ہوا تھا۔ جن کی قوت و طاقت کے سامنے بڑے بڑے جبابرہ سلاطین کے ایوانوں میں زلزلہ آجاتا تھا فتح و کامرانی جن کے قدم چوما کرتی تھی۔ محکومی و غلامی جن کے خواب و خیال میں بھی نہیں آتی تھی لیکن آج ہمارا وہ جاہ و جلال اور ہماری وہ سطوت و عظمت کہاں گئی اور ہمیں یہ ذلت و نکبت کے اور تباہی و بربادی کے منحوس و مشئوم ایام کیوں دیکھنے پڑ رہے ہیں۔ ہماری زبوں حالی و بدحالی کے دواعی و محرکات کیا ہیں، ہم کیوں اور کس وجہ سے دن بدن قعر مذلت میں گرے جا رہے ہیں ہماری وہ کونسی خطا ہے جس کی پاداش میں ہمیں محکومی و غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دیا گیا ہے۔

درحقیقت جب تک قوم مسلم کا ہر فرد اپنے تئیں اس پر ٹھنڈے دل سے نہ سوچیگا اور زوال کے صحیح اسباب پر مطلع ہو کر ان کے دفعیہ کی پوری سعی نہ کریگا اپنے کھوئے ہوئے وقار کو حاصل نہیں کر سکتا۔

اس سے پہلے کہ ناظرین کی قوم مسلم کے زوال کے اسباب کی طرف رہنمائی کی جائے مناسب ہے کہ ان لوگوں کے مختلف نظریوں کو جو اس دور ترقی میں اسباب کے بارے میں پیش کرتے رہتے ہیں واضح کر دیا جائے تاکہ صحیح اسباب کی تمیز آسان ہو جائے اور یہ کہ صحیح اسباب کو کس طرح تلاش کیا جا سکتا ہے۔

غالباً یہ امر کسی پر مخفی اور پوشیدہ نہ ہوگا کہ آج بہت سے ایسے لوگ ہیں جو مسلمانوں کی پستی کے مختلف اسباب اور دواعی و محرکات کی طرف قوم کو متوجہ کرتے ہیں کسی کا نظریہ اس بارے میں کچھ ہے تو دوسرے کا کچھ اور۔ مثلاً ایک عالم و مذہبی شخص سے جب دریافت کیا جاتا ہے تو وہ نہایت یقین کے ساتھ کہتا ہے کہ چونکہ مسلمانوں نے احکام شریعت سے لاپرواہی اختیار کر لی انھوں نے نماز و روزہ جیسے ضروری احکام سے پہلوتہی اختیار کر لی اسلئے دن بدن ان پر زوال آتا جاتا ہے اور اگر کسی تاجر اور تجارت پیشہ شخص سے پوچھا جاتا ہے تو وہ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ بتلاتا ہے کہ چونکہ قوم مسلم نے تجارت جیسی عمدہ چیز کو چھوڑ دیا ان کے ہاتھ میں تجارت نہیں رہی اسلئے آج دوسری قوموں کے سامنے

ذلیل وپست اور کمزور ہیں اگر آج ان کے قبضے میں تمام بڑی بڑی تجارتیں ہوتیں تو وہ اس طرح ملک میں ذلیل و خوار نظر نہ آتے۔ اگر کسی زراعت پیشہ کی طرف رجوع کیا جاتا ہے تو وہ نہایت اطمینان اور وثوق کے ساتھ جواب دیتا ہے کہ مسلمانوں کے زوال کا حقیقی سبب صرف اور صرف یہ ہے کہ وہ زراعت کو ترک کر چکے ہیں۔ مسلمانوں کی ترقی کا راز صرف زراعت میں مضمر ہے اسی طرح اہل صنعت وحرفت پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ مسلمانوں نے جب سے صنعت وحرفت کو چھوڑ دیا ہے اسوقت سے برابر تنزل کی طرف چلے جا رہے ہیں جب تک یہ اپنے اندر صنعت وحرفت کو از سر نو زندہ نہیں کرینگے ان کی کھوئی ہوئی ترقی عود نہیں کر سکتی۔ غرض جتنے منہ اتنی بات لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو ان میں سے کوئی چیز بھی مسلمانوں کی پستی کا حقیقی سبب نہیں ہے بلکہ قوم مسلم کی تباہی وبربادی ملوکی وغلامی کے حقیقی دواعی ومحرکات وہ ہیں جن کو آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے دنیا کے سب سے بڑے مصلح امت اسلامیہ کے حقیقی نبض شناس رہبر اعظم محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرما دیا ہے سب سے پہلے آنحضور دور حاضرہ کے مسلمانوں کی تباہی ذلت ونکبت اور غلامی ومحکومی کی طرف اشارہ فرماتے ہیں پھر اس کے اسباب وعلل پر بھی روشنی ڈالتے ہیں۔

عن ثوبان رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوشک الامم ان تداعی علیکم کما تداعی الآکلۃ الی قصعتہا فقال قائل ومن قلۃ نحن یومئذ قال بل انتم یومئذ کثیر ولکنکم غثاء کغثاء السیل ولینزعن اللہ من صدور عدوکم المھابۃ منکم ولیقذفن فی قلوبکم الوھن قال قائل یا رسول اللہ وما الوھن قال حب الدنیا وکراھیۃ الموت (رواہ ابوداؤد) یعنی حضرت ثوبان فرماتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب کفار اور گمراہ قومیں باہم اور آپس میں منظم اور متفق ہو کر تم پر یورش کریں گی اور تم پر حملہ کرنے کیلئے آپس میں ایک دوسرے کو اس طرح جمع کرینگی جس طرح کھانا کھانے والوں کی جماعت ایک دوسرے کو دسترخوان پر جمع کرتی ہے۔ حاضرین میں سے ایک صحابی نے پوچھا اے اللہ کے رسول کیا اس وجہ سے وہ ہمپر حملہ کرینگے کہ ہم اس زمانے میں اقلیت میں ہونگے آنحضورؐ نے فرمایا نہیں یہ بات نہیں ہے بلکہ تم اس زمانے میں ہوگے تو بہت بڑی تعداد میں لیکن تمہاری مثال ایسی ہوگی جیسے سیلاب کے کوڑے کرکٹ ہوا کرتے ہیں یعنی تم اس زمانے میں نہایت ذلیل وخوار ہوگے اور اللہ تعالیٰ دشمنوں کے دلوں سے تمہارا رعب ودبدبہ نکالکر تمہارے قلوب میں "وھن" ڈالدیگا۔ ایک صحابی نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول وھن کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ دنیا کی محبت اور موت کی ناگواری اور اس سے خوف وڈر۔"

امت اسلامیہ کے سب سے بڑے مصلح فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وسلم نے اول مسلمانوں کی پستی ان کی ذلت ونکبت اور محکومی وغلامی پر روشنی ڈالی اور آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے دور حاضرہ کے مسلمانوں کی ذلت وخواری اور انکی مجبوری کا ایک خاکہ کھینچکر رکھدیا اور بتادیا کہ ایک زمانہ ایسا آئیگا جس میں غیر مسلم اور کافر وگمراہ قومیں ہر طرف سے جمع ہو کر اور آپس میں منظم ومتفق ہو کر مسلمانوں پر حملہ کرینگی اور انھیں دنیا سے مٹانے پر پوری طرح تل جائیں گی پس مسلمانو کیا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ بتلایا ہوا زمانہ تمہارا موجودہ زمانہ نہیں ہے کیا آج تمہاری مخالف قومیں آپس میں ملکر منظم ہو کر تمہارے وجود سے سرزمین ہند کو پاک کرنے کے ارادے میں نہیں ہیں۔ کیا آج برادر وطن اور مہاسبھائی جماعت کی جانب سے تمہارے

کانوں میں برابر یہ آواز نہیں آرہی ہے کہ ہندوستان ہندوؤں کا ملک ہے اس میں مسلمانوں کو رہنے کا کوئی حق نہیں۔ انھیں یہاں سے نکال دینا چاہیے ذرا سوچو اور غور کرو کیا تم پر ہر جگہ مخالف قوموں کی جانب سے حملے نہیں ہو رہے ہیں کیا آج تم پر ظلم وستم کے پہاڑ نہیں توڑے جارہے ہیں آج تم ایک بہت بڑی تعداد میں ہونیکے باوجود ذلیل وخوار ہو۔

آج تمہاری مثال سیلاب کے کوڑے کرکٹ جیسی ہے غیر قوموں کی نظر میں تمہاری کوئی وقعت اور عزت نہیں تمہاری آواز کوئی آواز نہیں سمجھی جاتی اگر تم کسی چیز کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتے ہو تو تمہاری شنوائی نہیں ہوتی، بلکہ اُسے درخور اعتنا ہی نہیں سمجھا جاتا برخلاف تمہاری دوسری ہمسایہ قوموں کے کہ وہ جس چیز کو چاہتی ہیں حکومت سے منواتیں اور ان کی کوئی آواز رائیگاں نہیں جاتی۔ پس اے مسلمانو کیا تم نے کبھی اس پر غور کیا کہ اس ذلت وخواری کا سبب کیا ہے ہم کیوں دور موجودہ میں ذلیل وپست ہوتے جارہے ہیں اگر اب تک خواب غفلت میں تھا تو ذرا بیدار ہو اور دیکھ کہ تیرے سب سے بڑے مہربان اور تیرے آقا ومولا کیا فرماتے ہیں اور تیری ذلت ونکبت کی کیا وجہ بتلا رہے ہیں اگر تو چاہتا ہے کہ تیری کھوئی ہوئی عزت وترقی عود کر آئے۔ دنیا اور دنیا والوں پر تیرا رعب چھا جائے تو فرمان رسولؐ پر بصیرت کی نگاہ ڈال اور اپنے سے ان اسباب کو نکال دے جنکی پاداش میں آج تیرا یہ برا حال ہو رہا ہے۔

اسباب زوال

امت اسلامیہ کے روحانی طبیب اور مہربان مسیحا نے جہاں قوم مسلم کی پستی اور ذلت وخواری جیسے مہلک امراض کی تشخیص فرمائی وہاں ساتھ ہی ساتھ یہ بھی واضح کر دیا کہ اسباب امراض کیا ہیں مسلمانوں میں یہ امراض کن چیزوں سے پیدا ہونگے آپ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہارا رعب وخوف نکال دے گا تمہارے مخالفین پر کوئی رعب ودبدبہ نہ ہوگا اور تمہارے دلوں پر سستی وغفلت کے پردے ڈال دیے جائیں گے جس کی وجہ سے تم ذلت وخواری کی حالت میں ظلم وستم کے تختۂ مشق بنے رہوگے۔

جب آپ سے اس کے اسباب دریافت کیے گئے تو آپ نے فرمایا "دنیا کی محبت والفت اور موت کا ڈر" یہ وہ اسباب ہونگے جن کی بنا پر قوم مسلم سست اور بزدل ہو کر ذلیل وخوار ہوگی۔

درحقیقت دور موجودہ میں مسلمانوں کی تباہی اور بربادی اور مظلومیت کے اسباب وہی ہیں جنھیں صادق ومصدوق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آج سے بہت پہلے بیان فرمادیا غور سے دیکھا جائے تو یہ معلوم ہو جائے گا کہ آج قوم مسلم کے قلوب میں حب الدنیا یعنی دنیا سے رغبت اور اس سے لگاوٹ کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے اس کی نگاہ غلط انداز میں اگر کوئی محبوب ترین چیز ہو سکتی ہے تو دنیا ہے اور اس کے علاوہ سب کچھ ہیچ ولاشئ محض آخرت اور بعد کی آنے والی زندگی اس کی نظر میں کوئی وقعت نہیں رکھتی اس کے نزدیک حقیقی زندگی یہی دنیا کی زندگی ہے وہ دنیا کے آرام کو حقیقی آرام سمجھے ہوئے ہے وہ نہیں چاہتا کہ دنیا سے کبھی جدائی ہو بس کیا ایسی صورت میں وہ اپنی حالت درست کرنے کیلئے اور اپنے سے محکومی اور غلامی کے بندھن کو کاٹنے اور ظالم قوموں سے نجات حاصل کرنے کیلئے سر بکف میدان میں آسکتی ہے ہرگز نہیں آسکتی کیونکہ اسے دنیا کی محبت نے اسقدر وارفتہ بنادیا ہے کہ اس میں جوش جہاد باقی نہیں رہا وہ سمجھتی ہے کہ اگر ایسا کیا گیا تو دنیا کا سارا عیش وآرام یکسر خاک میں ملجائیگا۔

غرض آج دنیا کی محبت نے مسلمانوں کو بالکل نکما اور اپاہج بنا دیا ہے ان کے جوش جہاد کو ان کے قلوب سے نکالکر انھیں

بزدل اور کمزور کردیا ہے جس سے وہ دوسری قوموں کے سامنے باوجود ایک بڑی تعداد میں ہونے کے ذلیل و پست ہیں اور محکومی و غلامی کی ناخوشگوار زندگی گذار رہے ہیں۔ اگر آج دنیا کی محبت کے سبب ان کے قلوب پر غفلت و سستی اور بزدلی کا پردہ نہ پڑا ہوتا تو یہ دوسری قوموں اور غیر ملکی حکومت کے پنجۂ استبداد میں جکڑے ہوئے محکومی و غلامی اور ذلت و نکبت کی زندگی نہ بسر کرتے بلکہ بہت پہلے ہی اس غلامی کے جوئے کو اپنے کندھے سے اتار پھینک دیتے۔

پس اے مسلم خوابیدہ اٹھ اور ہوش میں آ اور ایک نظر اپنے اسلاف کی زندگی پر بھی ڈال جنھوں نے اقلیت میں ہونیکے باوجود بہت ہی جلد اور ایک قلیل عرصہ میں اپنی حکومت و سلطنت کا پرچم دنیا کے گوشے گوشے میں لہرا دیا۔ کیوں؟ اسلئے کہ انھیں دنیا سے محبت نہیں تھی ان کے قلوب پر دنیا کی الفت نے بزدلی اور غفلت کا پردہ نہیں ڈال رکھا تھا، ان کی نظر میں آخرت تھی وہ اپنی متاع کامیابی اور زندگی کی ساری خوشی آخرت کو سمجھے ہوئے تھے۔ اسی لئے وہ میدان جہاد میں آنے سے بالکل دریغ نہیں کرتے تھے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بہت جلد اپنے کو آزاد اور خلیفۃ اللہ فی الارض دیکھنے لگے۔

جس طرح دنیا کی محبت والفت انسان کو اپاہج پست و کمزور کردیتی ہے اسی طرح موت کا ڈر اور اس سے گریز کرنا بھی کہیں زیادہ انسان کو پست ہمت و بزدل بنا کر دوسروں کے سامنے ذلیل و رسوا کرکے چھوڑتا ہے۔ اگر باور اور یقین نہ آتا ہو تو دنیا کی قوموں کے عروج و زوال کی تاریخ پر نظر ڈالو۔ یہ امر روز روشن کی طرح واضح اور عیاں ہو جائے گا کہ جس قوم نے موت کو حیات پر ترجیح دیا اور موت کے تلخ جام کو خوشی کے ساتھ منہ سے لگایا، اس قوم نے کبھی دنیا میں پست و ذلیل اور محکوم و غلام بنکر زندگی نہیں بسر کی جب تک دنیا میں زندہ رہی ہمیشہ سربلند ہوکر رہی اور جس قوم میں موت سے خوف و ہراس کا احساس پیدا ہوا۔ اور مظلومی و محکومی کی ذلت آمیز حیات کو موت سے بہتر خیال کیا وہ قوم بہت جلد بزدل اور اپاہج ہوکر صفحۂ ہستی سے مٹ گئی۔

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی حیات مبارکہ کا بغور مطالعہ کرو تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ ان کی ترقی و عروج کا سبب یہی تھا کہ ان میں موت کا ڈر نہیں تھا وہ اپنی ترقی اور عزت اور آزادی کی راہ میں موت کے تلخ جام کو نہایت مسرت اور خوشی کے ساتھ اپنے ہونٹوں سے لگا لیتے تھے۔ ان میں جذبۂ جہاد کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا یہی وجہ تھی کہ بڑی سے بڑی قوموں نے انھیں دنیا سے مٹانا چاہا لیکن نہ مٹا سکیں۔ کیا غزوۂ بدر کا نقشہ تمہاری نظروں کے سامنے نہیں ہے؟ جس میں تین سو تیرہ نہتے مگر بہادر اور جانباز مسلمانوں نے اپنے جذبۂ جہاد اور موت سے نہ ڈرنے کے سبب ایک بھاری اور ٹڈی دل فوج پر غلبہ حاصل کرلیا۔

صحابہ کرام میں اگر جذبۂ جہاد اور موت سے نہ ڈرنے کا منظر دیکھنا ہو تو ذیل کے واقعات پر بصیرت کی نگاہ ڈالو۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو جس وقت کفار قتل کرنے کے لئے میدان میں لائے تو انھوں نے موت کے تلخ جام کو نہایت مسرت اور فرحت محسوس کرتے ہوئے پی کر یہ کہتے ہوئے جان دی ؎

وقد خیرونی الکفر والموت دونہ وقد ذرفت عینای من غیر مجزع

یعنی کفار نے یہ کہدیا ہے کہ کفر اختیار کرنے سے مجھے آزادی مل سکتی ہے مگر اس سے موت میرے لئے بہت سہل ہے میری آنکھوں سے آنسو لگاتار جاری ہیں مگر مجھے کچھ ناشکیبائی نہیں جس وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک کی تیاری کرنے لگے

توحضرت عبداللہ ذوالبجادین نے آپ کی خدمت میں آکر عرض کیا یارسول اللہ دعا فرمایئے کہ میں راہ خدا میں شہید ہوجاؤں ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ کسی درخت کا چھلکا اتار لاؤ جب عبداللہ چھلکا لے آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چھلکا ان کے بازو پر باندھ دیا اور پھر زبان مبارک سے فرمایا الٰہی میں کفار پر انکا خون حرام کرتا ہوں لیکن حضرت عبداللہؓ نے راہ خدا میں جان دینے اور شہادت کے جذبے سے سرشار ہوکر فرمایا یارسول اللہ میں تو شہادت کا طالب ہوں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب غزوہ کی نیت سے تم نکلو اور پھر تپ آجائے اور مر جاؤ تب بھی شہید ہی ہوگے۔ چنانچہ تبوک پہنچکر یہی ہوا کہ تپ چڑھا اور عبداللہ عالم بقا کو سدھار گئے۔

خلافت فاروقی کے زمانے میں جسوقت میدان قادسیہ میں مسلمانوں کا ایرانی فوج سے مقابلہ ہو رہا تھا اور نہایت گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی عین اسی وقت حضرت ابو المحجن مشہور شجاع اور بہادر کسی جرم کی پاداش میں مسلمانوں کے ہاتھ میں مقید ہیں پاؤں میں بھاری بیڑیاں پڑی ہیں اور تنہائی کی قید میں پڑے ہوئے برابر میدان جنگ کا نظارہ کر رہے ہیں اپنے مسلم بھائیوں کا جام شہادت پینا اور کفار کا برابر حملے کرنا بھی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور ساتھ ہی اپنی بے بسی اور بے کسی پر آٹھ آٹھ آنسو رو رہے ہیں آخر کب تک؟ صبر کا پیمانہ چھلک پڑتا ہے دہاڑیں مار مار کر بلک بلک کر رونے لگتے ہیں، اور بہادرانہ اور مجاہدانہ جذبے سے متاثر ہوکر بے اختیار پکار اٹھتے ہیں ؎

كفى حزنا ان تطرد الخيل بالقنا　　واترك مشدودا علي وثاقيا

یعنی اس سے زیادہ رنج وغم کیا ہوگا کہ لشکر اسلام راہ خدا میں جانبازیاں کرے اور میں بے کس ولاچار قید وبند میں پڑا رہوں اور میرے پاؤں بوجھل بیڑیوں سے ہل جل نہیں سکتے۔ سنگین دروازوں کے آہنی قفل مجھے میدان جہاد سے روکے ہوئے ہیں۔ امیر لشکر حضرت سعد کی صاحبزادی ان کی گریہ وزاری کو سنکر ان کے پاس آتی ہیں اور پوچھتی ہیں اے مجاہد ملت اور اے اسلام کے جانباز سپاہی تمہیں کیا تکلیف ہے کہ اس قدر گریہ وزاری کر رہے ہو۔ فرماتے ہیں بہن میں کسی تکلیف کی وجہ سے نہیں رو رہا ہوں بلکہ غم اس بات کا ہے کہ مسلمان راہ خدا میں موت اور شہادت کے جام پر جام پی رہے ہیں اور میں خون دل پی رہا ہوں وہ میدان جہاد میں سرفروشی دکھلا رہے ہیں اور میں قید وبند میں بے بس پڑا ہوں۔ بڑی نوازش ہوگی اگر آپ مجھے تھوڑی دیر کے لئے پاؤں کی بیڑیاں کھولکر آزاد کردیں میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر زندہ بچا تو واپس آکر پھر مقید ہو جاؤنگا صاحبزادی ان کی بیڑیاں کھولدیتی ہیں پھر کیا تھا یہ مسلم بہادر شوق شہادت میں مجاہدانہ اسپرٹ لئے ہوئے قید سے باہر آتے ہیں اور حضرت سعد کے گھوڑے پر جو اس وقت خالی تھا سوار ہوکر ہاتھ میں نیزہ لئے ہوئے شیر کی طرح لشکر کفار پر پل پڑتے ہیں اور اس طرح حملہ آور ہوتے ہیں کہ تھوڑی دیر میں جنگ کا نقشہ پلٹ جاتا ہے اور لشکر کفار میں بھاگڑ شروع ہو جاتی ہے۔ دیکھا آپ نے یہ تھی وہ موت سے بے ڈری اور شوق شہادت جس نے دشمنوں کے چھکے چھڑا دیئے اور مسلمانوں کو فتح وکامرانی سے ہمکنار کرایا۔

دور کیوں جاتے ہو تیرہویں صدی ہجری اور انیسویں صدی عیسوی کے ابتدائی دور کے مسلمانوں پر نظر کرو کہ ان کے اندر راہ خدا میں جان دینے اور جذبۂ جہاد کسقدر تھا جس سے انھوں نے پنجاب کی سکھ حکومت سے جس کے علاقہ میں